THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۸ | مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۴ رمضان سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

مولوی عبید اللہ صاحب بسمل جو بھوپال میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دیتے تھے ۔ تشریف لے آئے ہیں ۔ بہ تقاضائے عمر آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں ۔

میاں احمد الدین و محمد یوسف صاحبان ساکن پنڈی چری کی والدہ صاحبہ نہایت صالح اور تہجد گزار تھیں ۔ ۹۰ سال کی عمر میں گذشتہ سال اپنے گاؤں میں وفات پائی ۔ ان کی نعش ۲۳ مارچ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی ۔

صدقۃ الفطر کے لئے پانچ آنے یا اڑھائی آنے فی کس مقرر ہیں جن کی وصولی اسی شرح کے مطابق وصول ہو گا ۔ بیرونی جماعتوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ صدقۃ الفطر سے جن احباب کو مدد دینا مقامی جماعت ضروری سمجھے ان کی مناسب مدد کے بعد باقی روپیہ مرکز میں بھیجا جائے ۔

حرم ثالث حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے بہنوں کا شکریہ

حسب ذیل تحریر ہمیں برائے اشاعت موصول ہوئی ہے :-

بچہ کی ولادت پر جن جن بہنوں نے مجھے مبارکباد کے خط لکھے ہیں ۔ چونکہ میں بسبب ناسازی طبع ہر ایک کا جواب دینے سے قاصر رہی ہوں ۔ لہٰذا بذریعہ اخبار میں ان تمام بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں ۔ اور دعا کرتی ہوں ۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود کو خادم دین بنائے اور اپنے مقدس بزرگوں کے فیوض اور برکات سے بہرہ وافر عطا فرمائے ۔ والسلام

سارہ بیگم

اخبار احمدیہ

سیکرٹریان تبلیغ کی خدمت میں

احباب سے التماس ہے۔ کہ اپنی سالانہ تبلیغی رپورٹیں جن کا خلاصہ مجلس مشاورت میں نظارت دعوت و تبلیغ پیش کریگی۔ جلد سے جلد بھیجکر مشکور فرمائیں۔ مجلس مشاورت ۱۶-۱۷ اپریل کو ہونے والی ہے۔ جہاں باقاعدہ تبلیغی سیکرٹری نہ ہوں۔ وہاں جنرل سیکرٹری صاحب براہ کرم بہت جلد خود رپورٹ بھجوادیں۔ رپورٹ میں حسب ذیل باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ اول۔ کس قدر آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ دوم۔ کس قدر اشتہار و ٹریکٹ شائع کئے گئے۔ سوم۔ کتنے جلسے اور لیکچر ہوئے۔ چہارم۔ کتنی رپورٹیں مرکز میں بھیجیں۔ پنجم۔ عام حالت لوگوں کی اور سلسلہ کی طرف میلان۔ ششم۔ کتنے احباب نے تبلیغ میں حصہ لیا۔ ہفتم۔ طرز تبلیغ اور تعداد زیر تبلیغ۔ ہشتم۔ چندہ۔

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

مالی سال کا اختتام

اس دفعہ مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۲۷ء بروز ہفتہ ختم ہوگا۔ سب ممبران جماعتہائے احمدیہ کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ جماعتوں کے حساب چندہ اس تاریخ تک جمع ہوکر قادیان پہنچ جانے نہایت ضروری ہیں۔ اس میں ماہوار چندوں کے علاوہ چندہ وصیت چندہ خاص چندہ جلسہ سالانہ۔ چندہ عید فنڈ۔ چندہ مستورات۔ چندہ شادی فنڈ۔ چندہ شکرانہ فنڈ وغیرہ سب شامل ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

وظیفہ برائے طلبار

گورنمنٹ نے ملٹری کاریگروں کے واسطے بطور تعلیم ایک کارخانہ کھولا ہے۔ جس میں ۱۳-۱۶ سال عمر کے درمیان مڈل پاس لڑکے لئے جاتے ہیں۔ ان کو پہلے سال چار روپے۔ دوسرے سال آٹھ روپے۔ تیسرے سال بارہ روپے وظیفہ دیا جائے گا۔ اس تین سال کے عرصہ میں انہیں موٹر فٹنگ کا کام سکھلاکر ۳۰-۴۰ روپے کی ملازمت دی جائیگی ایسے لڑکے جو جانا چاہیں۔ وہ درخواستیں دفتر ہذا میں بھجوادیں۔

ناظر امور خارجیہ - قادیان

جناب عرفانی صاحب کے لئے درخواست دعا

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ناظرین الفضل کی دلچسپی اور فائدہ کے لئے خاکسار ایڈیٹر کی درخواست پر جو متعدد مضامین لکھے۔ ان کا شکریہ ایڈیٹر کے علاوہ ناظرین پر بھی واجب ہے۔ اور وہ اس طرح ادا کیا جاتے۔ کہ انہیں رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں اپنی سحر گاہی اور دوسری دعاؤں میں یاد رکھا جائے وہ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔

"میں نہایت اضطرار کے ساتھ اپنے تمام برادران ملت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے لئے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا کریں

انشاءاللہ العزیز جلد میں اپنے سفر کے جدید پروگرام پر روانہ ہونا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے حسن نیت۔ اخلاص اور صواب عطا فرمائے۔ اور اپنے فضل سے سامان مہیا کرے۔ میرے دین کے لئے وہ بابرکت ہو۔ اور بعافیت حضرت امام کے حضور پہنچ جاؤں۔ میری موت اس حالت میں آئے۔ کہ میں سچا اور راضیۃ مرضیہ کے مقام پر کھڑا ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر میری ساری امیدیں ہیں نعم المولیٰ ونعم النصیر ؛

الفضل کے متعلق خط و کتابت

ہر الفضل کے سرورق پر لکھا ہوتا ہے کہ ترسیل زر محض بنام منیجر الفضل ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ روپیہ (منی آرڈر۔ رجسٹری پوسٹ آرڈر) منیجر الفضل کے نام بھیجنا چاہیئے۔ کاروباری خط و کتابت یعنی الفضل کے اجرا یا بند یا عدم رسی کی شکایت یا حساب کتاب کے لئے بھی منیجر الفضل کو لکھنا چاہیئے۔ دیا ناظم طبع و اشاعت کو کہ وہ خود اپنے صیغے میں تعمیل کرادے گا۔ لیکن اخبار میں شائع ہونیوالے مضامین وغیرہ ایڈیٹر الفضل کے نام آنے چاہئیں نہ ناظم طبع و اشاعت

ایک غلطی کا ازالہ

انگریزی ریویو آف ریلیجنز کے فروری کے رسالہ میں غلطی سے یہ لکھا گیا ہے۔ کہ برادرم احسان سامی حقی میرے ہاتھ پر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ مکرمی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاتھ پر سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اور آپ کے باقی خاندان کے آدمی میرے ہاتھ پر سلسلہ کی تاریخ کو غلطی سے محفوظ رکھنے کیلئے میں ان سطور کا اعلان ضروری سمجھتا ہوں۔ خادم جلال الدین از دمشق ۷ مارچ ۲۷ء

ملک گجرات کے احمدیوں کو اطلاع

اب کے نماز عید الفطر انشاءاللہ مقام جھنکواؤ والا کسنبہ میں پڑھی جائیگی۔ سب دوست تشریف لائیں۔ نیز جلسہ بھی ہوگا ؛

عبداللہ احمدی۔ از جھگڑیا۔

درخواست ہائے دعا

سعید احمد صاحب مبارک منزل لاہور۔ محمد شریف صاحب پسرور۔ امتحان انٹرنس میں۔ محمد دین صاحب لالہ موسیٰ۔ امتحان نارمل سکول میں۔ احمد خان صاحب امتحان جے۔ وی میں۔ طلبا میڈیکل سکول امرتسر مختلف امتحانوں میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ؛

(۲) اللہ رکھا صاحب گلاس کاک۔ اپنی بیوی کی صحت کے لئے شیخ قادر بخش صاحب ڈرانجا اپنے لڑکے کی صحت کے لئے۔ فیض الحق صاحب فیروز پور اپنے لڑکے احسان الحق کی صحت کے لئے الٰہ بخش صاحب نائب ڈیرہ غازی خان اپنے پوتہ خورشید محمد کی صحت کیلئے نذیر احمد خان صاحب جڑانوالہ۔ میاں فضل الحق صاحب کی اہلیہ کی صحت کے لئے۔ بشیر احمد صاحب معراج منزل لاہور اپنے تایازاد بھائی محمد شفیع کی صحت کے لئے۔ محمد ابراہیم صاحب چوہدری نصرت خان صاحب امرتسر کی صاحبزادی کی صحت کیلئے

حیات محمد صاحب دہیر کے کلاں اپنی صحت کے لئے اور نظام الدین صاحب ضلع ملتان۔ اپنی مشکلات دور ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ؛

ولادت

شیخ محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ میرٹھ کے ہاں زوجہ ثانی سے لڑکی۔ اعوات اللہ صاحب سب پوسٹماسٹر بفہ کوہاں لڑکا اور شیخ عطار محمد صاحب تھانہ شاہ کوٹ کے ہاں بھی لڑکا پیدا ہوا۔ ان کے لئے دعا کی جائے ؛

دعائے مغفرت

محمد سعید سعدی صاحب لاہور اپنی لڑکی زکیہ کی مغفرت اور اس کے نعم البدل کے لئے۔ میر امام بخش صاحب صوبہ ڈیرہ امیر بخش صاحب کی مغفرت کے لئے۔ محمد حیات خان صاحب اپنی اہلیہ کی مغفرت کے لئے۔ چودہری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ۔ غلام قادر صاحب کی مغفرت کے لئے بلند بخش صاحب اپنے والد صاحب کی مغفرت کے لئے۔ رحمت اللہ صاحب پسروائر حکیم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب کی مغفرت کے لئے نورالدین صاحب نمبردار ہڑپہ اپنی اہلیہ کی مغفرت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ؛

منسوخی وصیت کا اعلان

مسمی محبوب علی صاحب ولد ذوالفقار علی صاحب سکنہ علی گڈھ سابق باورچی حال بر قندازہ کی وصیت نمبر ۱۵۷ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۸ء اس بنا پر منسوخ کی جاتی ہے۔ کہ موصی کا اقرار تھا۔ کہ میں اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ مگر اس نے آج تک اپنے اقرار کی پابندی نہیں کی۔ چنانچہ اس کے ذمہ بقایا ماسلع ۱۳۱ روپیہ ہوگیا ہے۔ اب اس نے خود یہ درخواست کی ہے۔ کہ میں بقایا حصہ آمد ادا نہیں کر سکتا۔ اور آیندہ بھی حصہ آمد نہیں دے سکتا۔ لہذا منسوخی وصیت کا اعلان کیا جاتا ہے ؛

محمد سرور شاہ۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان۔

بیعت خلافت کا اعلان

مکرم و معظم جناب حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بندہ نے سنا تھا۔ کہ میری فسخ بیعت کا خط بمقام ملک لاہور لٹھائی کرایہ چھپا تھا۔ اس لئے بندہ چاہتا ہے۔ کہ اصل حالات بذریعہ اخبار الفضل ظاہر کرے۔ اس وقت بندہ حصار میں ملازم تھا۔ اور پیغام میں جو فسخ بیعت کا خط شائع ہوا۔ وہ بالکل میرے بغیر علم کے شائع ہوا۔ میں نے ہرگز کسی کو نہیں لکھوایا یا کہا کیونکہ میرا ایمان ہے کہ خلیفہ ہمیشہ خدا بناتا ہے۔ اور میں حضور کو خلیفہ مانتا تھا۔ اور اب بھی مانتا ہوں۔ اور میں اپنی سابقہ بیعت پر اسی طرح قائم ہوں۔ جس طرح پہلے تھا۔ ہاں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن گجرات میں تھے اور وہ چندہ مانگتے تھے۔ تو میں دیدیا کرتا تھا۔ میں اب گوجرانوالہ میں رہتا ہوں۔ اس لئے اب جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ مارچ ۱۹۲۷ء

قابل توجہ احمدی والدین

انسان جب فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا ہر قسم کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں صدقہ جاریہ ہو۔ تو اس کا ثواب ضرور ملتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صالح اولاد کو بھی شمار فرمایا ہے۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ اولاد صالح کس طرح تیار ہو۔ اور پھر ایسی صالح تیار ہو۔ کہ متوفی والدین کے لئے بھی دعا مانگنے والی ہو۔ فی زمانہ اولاد کا صالح ہونا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ جس کے متعلق ہر ایک نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ اور خبردار کیا ہے۔ اور یہ فکر اس میں پیدا کی ہے۔ کہ وہ چوکس اور ہوشیار رہے۔ اور اس تباہ کن زمانہ سے جس میں انسان نہایت ہی سرعت سے بے دینی کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ بے خبر اور غافل نہ رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس زمانہ کی خبر دی ہے۔ اور اپنی اُمت کو اس سے خبردار اور متنبہ کیا ہے۔ قرآن شریف اور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ زمانہ دین اللہ کو نہایت ہی نقصان دینے والا اور انسانی ضمائر پر بہت ہی زہریلا اثر پیدا کرنے والا ہے۔

انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس زمانہ کے مصلح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان میں بچوں کی تعلیم کا انتظام کرایا۔ تا جماعت کے بچے یہاں رہیں۔ اور اس خطرناک زمانہ میں ان کی مرکز میں تربیت کا سامان کیا جائے۔ جماعت نے اس پر لبیک کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو صحیح سمجھا۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی نیت کے مطابق ثواب بھی حاصل کیا۔ گو بچہ نیک ہوا یا نہ ہوا (اور اس میں شک نہیں۔ کہ عموماً وہ نیک ہوا) مگر ان کو ان کی نیت کا عنداللہ اجر ضرور ملا۔ انہوں نے ٹھیک اسی رستے پر چلنے کی کوشش کی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مصلح وقت نے ان کے لئے تجویز کیا تھا۔ اور اس طرح وہ دوہرے ثواب کے مستحق ہوئے۔ باقی رہا بعض نقائص کا سوال۔ سو ان کی اصلاح کی طرف پوری توجہ کی جا رہی ہے۔ اور جماعت کا بھی فرض ہے کہ وہ دعا اور مشورہ سے ہماری امداد کرے۔ اور کارکنوں کو بیدار کرتی رہے۔ اس طرح بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔ اپنی طرف سے مرکز میں فی الواقع بچوں کی دنیاوی اور دینی تعلیم کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ان کی جسمانی صحت بھی نظر سے اوجھل نہیں ہوتی۔ بورڈنگ ہوم میں سٹڈی وغیرہ کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ دینی تربیت کے لئے قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن شریف کا درس بھی ہوتا ہے۔ زائد شائقین کے لئے بورڈنگ ہوس میں بھی قرآن و حدیث سکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح دینی تعلیم کے لئے بھی زائد وقت دیا جا سکتا ہے۔ ہاں علاوہ اس کے خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر لڑکوں کی تربیت کا خیال رکھتے ہیں۔ انجمن انصار اللہ میں باقاعدہ طلباء کی تربیت فرماتے ہیں۔ اور اس کے لئے حضرت صاحب خود ہی متکلم ہیں۔ احمدی احباب اگر زمانہ پر نظر کریں۔ اس کی ہوا کو دیکھیں۔ مصلح زمانہ کے منشاء کو سوچیں۔ اور ساتھ ہی یہاں کے کام پر بھی ذرا عفو کی نظر رکھتے ہوئے چھان کریں۔ تو بچوں کی دینی اور دنیوی تربیت کا یہ موقعہ نادر ہے۔ اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے ہاں کمزوریاں بھی بعض وقت پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر ان کی اصلاح کے لئے جماعت کوشش کرے۔ تو ضرور ہو سکتی ہے۔ مایوسی تو اسلام میں حرام ہے۔ ہاں سعی بے شک ہر وقت عمدہ نتائج پیدا کر سکتی ہے ٭

پس بچوں کو بالضرور یہاں بھیجنا چاہیئے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کی محنت سے اور آپ کی توجہ اور دعا سے انشاء اللہ زیادہ صالح ہو سکیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کریگا تو وہ والدین کے لئے ان کی وفات کے بعد بھی دعا گو ہونگے آج کل اس معاملہ میں بہت سے احمدی احباب نے بے توجہی سے کام لیا ہے۔ اور اس منشاء کو نہیں سمجھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہترین منشاء تھا۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ یہی نسخہ آج کل اولاد کی بیماریوں کے لئے مجرب اور شفا بخش ہوگا۔ ہاں اگر یہاں کے کارکن کوتاہی اور سستی کرینگے۔ تو آپ خدا کی نظر میں بری الذمہ ہونگے۔ اور ہر قسم کی ذمہ واری ان پر ہوگی۔ ولیس للانسان الا ما سعیٰ۔ پس آپ بالضرور بچوں کو یہاں بھیجیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کو پورا کرنے میں انصار بنیں ٭

احباب کو یاد رہے۔ کہ قادیان میں بچوں کے لئے دو مدرسے ہیں۔ اور دونو کی طرف جماعت کی خاص توجہ درکار ہے۔ تعلیمی سال اپریل سے شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو ٭

خاکسار

مرزا بشیر احمد - ناظر تعلیم و تربیت قادیان

قاتل شردھانند صاحب کی معافی

آریہ ایک طرف تو گورنمنٹ کو یہ تحریک کر رہے ہیں کہ عبدالرشید کو جب پھانسی کی سزا مل چکے۔ تو اس کی لاش مسلمانوں کے حوالہ نہ کی جائے۔ بلکہ اس کا ایسے طریقہ سے خاتمہ کیا جائے۔ جس سے اس قسم کے پاگلوں پر ظاہر ہو جائے۔ کہ وہ مردوں کو قتل کرنے سے بہشت نہیں۔ بلکہ دوزخ کی آگ نصیب ہوتی ہے" (ملاپ ۲۰ مارچ)

گویا عبدالرشید کو مار دینے کے بعد اس کی لاش کی تذلیل اور تحقیر کرا کر آریہ اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر دوسری طرف یہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ کہ عبدالرشید کی معافی کے لئے شردھانند صاحب کے بیٹے اندر صاحب گورنمنٹ سے درخواست کرنے والے ہیں۔

یہ متضاد پہلو جو آریوں کی موجودہ فطرت اور سابقہ روایات کے بھی بالکل خلاف ہے۔ کیوں اختیار کیا گیا۔ محض اس لئے کہ وہ خوب جانتے ہیں۔ اگر تمام کے تمام ملکر بھی معافی کی درخواست پیش کریں۔ تو عدالت کے فیصلہ پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ اسی "نکتہ" کو سمجھتے ہوئے آریہ صاحبان مفت میں مسلمانوں کے سامنے "معافی اور احسان کا ایک عمدہ نمونہ" پیش کرنا چاہتے ہیں ٭

بلاشبہ قاتل کو معاف کر دینا بہت بڑے حوصلہ کا کام ہے اور بعض اوقات معاف کر دینے سے جو بہترین نتائج رونما ہوتے ہیں۔ وہ قتل کرنے یا پھانسی دینے سے نہیں نکل سکتے۔ لیکن موجودہ صورت ہی بالکل اور ہے۔ آریوں کو نہ معاف کر دینے کا اختیار ہے۔ اور نہ وہ دل سے یہ چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ ان کے مذہب میں بھی اس قسم کی معافی کی کوئی سند نہیں ہے۔ ہاں یہ خوبی اسلام میں پائی جاتی ہے۔ کہ وہ مقتول کے ورثاء کو قاتل کے معاف کرنے کا حق دیتا ہے۔ اور اسلام میں اس قسم کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ایک شخص نے ایسی حالت میں جبکہ آپ سوئے ہوئے تھے۔ آپ ہی کی تلوار لیکر قتل کرنا چاہا اور آپ کے بیدار ہو جانے پر خوف سے حملہ آور کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ تو آپ نے اس کی التجا پر اسے بالکل معاف کر دیا۔ اس کا اس پر ایسا اثر پڑا۔ کہ اسی وقت مسلمان ہو کر ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام بن گیا ٭

اگر آریہ صاحبان کے دھرم میں قاتل کو معاف کر دینے کی اجازت ہے۔ اور وہ دلی خواہش کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا کر قاضی عبدالرشید کے لئے معافی کی درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ تو خواہ اس کا کوئی نتیجہ نکلے یا نہ نکلے وہ قابل تعریف ہونگے لیکن اگر ایسا نہیں اور ان کے دل میں وہی ہے۔ جس کی ترجمانی "ملاپ" نے کی ہے تو یہ محض گندم نمائی اور جو فروشی ہے ٭

مسلمانوں کی عبرتناک حالت

مسلمانوں کی حالت بھی کس قدر قابل رحم اور لائق عبرت ہے کہ اس بات کا تو اقرار کرتے اور کھلے طور پر اقرار کرتے ہیں۔ کہ دینی اور دنیوی لحاظ سے وہ قعر مذلت میں گر چکے ہیں۔ ان کی وہی حالت ہو چکی ہے۔ جو ان قوموں کی ہے۔ جنہیں خدا تعالے نے مغضوب اور ضالین قرار دے چکا ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ خدا تعالے ان میں سے کسی کو اپنا برگزیدہ اور محبوب بھی بنا سکتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کیلئے کوئی مامور بھیج سکتا ہے +

۲۰ مارچ کے "زمیندار" میں بقلم علی جو نظم۔ کفر کے دروازہ پر اسلام کی دستک" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے چار شعر یہ ہیں :-

(۱) یہ کہیں حشر کے آنے کے تو آثار نہیں
کفر کا دست نگر دین ہیں ہو! کیا خوب

(۲) علماء ہم سے یہ دن رات کہا کرتے ہیں
کہ ہیں گمراہ نصارےٰ تو یہود مغضوب

(۳) گمراہان دونوں سے اس وقت ہیں کس صف میں کم
ہم جو کہلاتے ہیں محبوب خدا کے محبوب

(۴) امتوں کا یہی انجام ہوا کرتا ہے
جمع ہو جاتے ہیں جب ان میں خدائی کے عیوب

مسلمانوں کی موجودہ حالت کا یہ بالکل صحیح صحیح نقشہ ہے فی الواقع ان میں خدائی کے عیوب جمع ہو گئے ہیں۔ لیکن کیا محبوب خدا کے محبوب کہلانے والوں کا یہی انجام ہونا چاہیئے۔ کہ انہیں تباہ و برباد ہونے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کیا جائے۔ خدا تعالےٰ کی شان سے یہ بالکل بعید ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب سے صرف نام کی نسبت رکھنے والوں کو بھی ظلمت اور گمراہی میں ٹھوکریں کھانے اور تباہ ہونے کیلئے چھوڑ دے۔ اس نے اپنے فضل اور رحم سے اور اپنے محبوب سے محبت کرنے والوں کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا۔ تا مسلمان ضلالت اور غضب سے بچ سکیں۔ اب اگر مسلمان اس خدائی فضل کی قدر نہ کریں۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ انہیں کچھ فائدہ ہو سکے بلکہ وہ اس نعمت کی وجہ سے اور زیادہ مستوجب غضب بن رہے ہیں کاش مسلمانوں کو جہاں اپنی ابتر حالت کا احساس ہو رہا ہے۔ وہاں خدا تعالےٰ نے ان کی اصلاح کے لئے جو سامان مہیا فرمایا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں +

تین میں ایک اور ایک میں تین کا حل

عیسائی معاصر "نور افشاں" نے اپنے ۱۸ مارچ کے پرچہ میں ایک میں تین اور تین میں ایک کے گورکھ دھندا کو حل کرنے کے لئے ایک نقشہ شائع کیا ہے۔ جس کے متعلق افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس سے نہ صرف لاینحل امر کی عقدہ کشائی نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ الجھن پیدا ہوتی ہے۔ وہ نقشہ حسب ذیل ہے :-

کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ اب۔ ابن۔ اور روح تین مکمل وجودوں کے تھوڑے تھوڑے حصہ سے "واحد خدا" مرکب ہے مگر یہ صورت وحدانیت کے خلاف ہے۔ پھر یہ سوال ہے۔ کہ کیا اگر جب خدا کے سوا کوئی علیحدہ ہستی ہے۔ اگر علیحدہ ہے۔ تو وہ کیا ہے۔ پھر جب تک دنیا میں ابن کا ظہور نہ ہوا تھا۔ اس وقت تک خدا اہل دنیا کے لئے مکمل نہ تھا :
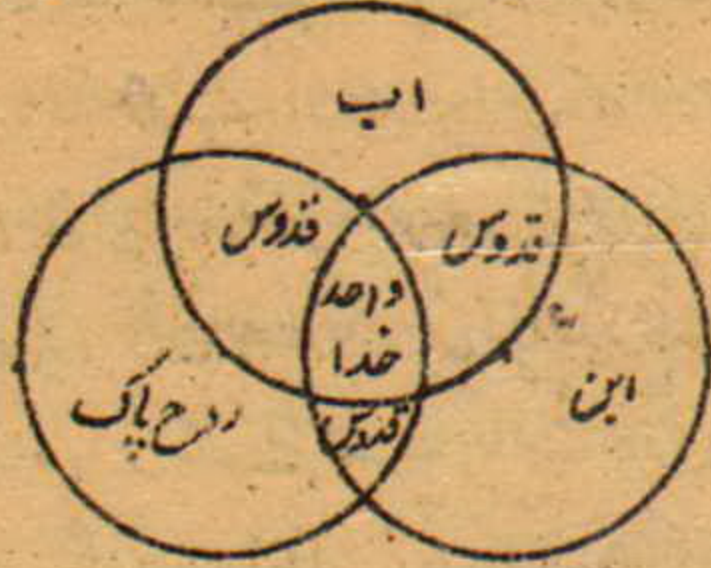
اصل بات یہ ہے۔ جس طرح دنیا کا کوئی حساب دان تین ایک اور ایک میں تین ثابت کرنے سے قاصر ہے۔ اسی طرح کوئی دماغ بھی یہ سمجھنے سے عاری ہے۔ کہ تین مختلف وجود مل کر "واحد خدا" کس طرح بن سکتا ہے +

حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی اور اہلحدیث

اخبار "اہلحدیث" کی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے عداوت اور دشمنی یہاں تک بڑھی ہوئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے متعلق کوئی کلمہ خیر کہنا اس کے نزدیک گناہ ہے۔ لیکن باوجود اس کے خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھئے۔ ایسے دشمن احمدیت اخبار کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں احمدیت کی تائید کرنی پڑتی ہے +

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آریہ سماج کے مٹ جانے کے متعلق جو پیشگوئی ہے۔ وہ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کے پورے ہونے کے جو سامان آریہ سماج اپنے ہاتھوں کر رہی ہے۔ وہ اس قدر واضح اور یقینی ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی آریہ سماج کی موت نظر آ رہی ہے۔ اور وہ اس بات کو بھول کر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا یہ ایک نشان ہے۔ اپنے اخبار "اہلحدیث" (۱۸ مارچ) میں بڑے زور سے لکھ رہا ہے +

"تو ایک مرض اور ہے۔ جس سے آریہ سماج کی زندگی بالکل ختم ہونے کا خطرہ ہے۔ بلکہ داناؤں کے نزدیک آریہ سماج اس مذہبی زندگی میں جو لیکر وہ اٹھی تھی۔ مر چکی۔ کون نہیں جانتا۔ کہ آریوں کے سرگروہ نے آریوں کو بت پرستی سے بہت دور کر دیا تھا۔ اسی کا اثر تھا۔ کہ ابھی دس پندرہ سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ کہ آریہ پریس میں یہ تحریک ہوتی تھی۔ کہ ہم آریوں کو اپنی برادری ہندوؤں سے علیحدہ کر لینی چاہیئے ان بت پرستوں سے رشتہ ناطے کیا معنے۔ یہ بھی ان کی مطبوعہ تحریریں موجود ہیں۔ کہ ہم ہندو نہیں۔ ہندو کے معنی چور ہیں۔ آہ آج وہی آریہ سماجی ہیں۔ کہ اپنے نام کے ساتھ فخر سے ہندو لکھتے ہیں۔ ہندو سبھا کی نہ صرف ممبری بلکہ عہدے قبول کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے بت خانوں کی حمایت کرنا اپنا کرم دھرم جانتے ہیں۔ ہندوؤں کی ان رسوم میں جن کو ان کے گرو نے تحت کردہ الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ شریک ہو کر قومیت کا ثبوت دیتے ہیں "

ان الفاظ کو پڑھو۔ اور دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق جو پیشگوئی اس وقت فرمائی تھی۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے لوگوں کو اس میں "مذہبی زندگی" نظر آتی تھی۔ اس کے پورے ہونے کی شہادت مولوی صاحب ادا کر رہے ہیں۔ جب واقعات ان کے سامنے آ گئے ہیں۔ کیا ہی معرفت کا نکتہ ہے کہ خدا اپنے دین کی تائید فاسق و فاجر سے بھی کرا لیتا ہے +

شاہی خزانہ سے پادریوں کی امداد

خان بہادر مخدوم سید راجن شاہ صاحب نے اسمبلی میں اردو میں تقریر کرتے ہوئے کہا :-

"عیسائی کلیساؤں اور گرجوں کے پادری اور بشپ صاحبان کو ان کی مذہبی خدمات کے معاوضہ میں حکومت کی طرف سے شاہی خزانہ سے وظائف اور تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ لیکن ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی پیشواؤں کے لئے کوئی معاوضہ شاہی خزانہ سے نہیں دیا جاتا" (ہمدرد ۶ مارچ)

اگر ہندوستان کے خزانہ شاہی سے گرجوں کے پادریوں اور بشپ صاحبان کو وظائف اور تنخواہیں پانے کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس قسم کی خدمات سرانجام دینے والوں اور ان کی مذہبی تربیت کرنے والوں کو کیوں امداد نہ دی جائے بے شک گورنمنٹ یہ تو کر سکتی ہے۔ کہ اس قسم کی امداد ان لوگوں کو نہ دے جو مذہب کے پردہ میں ملک کے امن کو برباد کرتے۔ اور دوسروں کی دل آزاری کر کے فتنہ پھیلاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اپنے مذہب کی خدمت تہذیب اور شرافت کے ساتھ کرتے ہوں۔ اور جو اپنے ہم مذہبوں کو مذہب کی اصل تعلیم سے آگاہ کرنے کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے خزانہ سے پادریوں کو امداد دی جاتی ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

قرب الٰہی حاصل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۷ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

رمضان کے مہینے میں مسلمان جو زائد عبادتیں کرتے ہیں ان کی غرض وغایت کیا ہوتی ہے۔ وہ کیوں ان مہینے میں زیادہ عبادات کرتے ہیں۔ یہ سوال ہے۔ جو ہر سمجھدار اور عقلمند کے دل میں اُٹھتا ہے۔ آخر ایک انسان جسے اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے۔ طاقت دی ہے ہضم کرنیوالا معدہ دیا ہے۔ بھوک پیدا کی ہے۔ یکدم کیا ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنی دوسری حاجتوں کو ترک کر کے ایک لمبے عرصہ تک اپنے نفس پر اس قسم کا جبر کرتا ہے۔ جس کا وہ پہلے عادی نہیں ہوتا۔ اگر عقلمند وہ ہوتا ہے۔ جس کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت اور چھوٹے سے چھوٹا عمل بغیر حکمت کے نہ ہو۔ اور ہر بات کرنے سے پہلے سوچتا ہے۔ کہ میں کیوں اسے کرنے لگا ہوں اور اس کے کیا فوائد ہیں۔ اگر وہ قدم اٹھاتا ہے۔ تو پہلے سوچتا ہے میں کیوں قدم اٹھانے لگا ہوں۔ اگر وہ ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو سوچ لیتا ہے۔ ہاتھ اٹھانے کی کیا غرض وغایت ہے۔ تو ضروری ہے کہ جو روزہ رکھے۔ وہ بھی اس کی غرض وغایت سے واقف ہو۔ اگر واقف نہیں۔ تو پھر یہ اس کی بچپن کی سی بات ہوگی۔ بے شک وہ بڑا تو ہو گیا۔ مگر کام بچوں کے سے ہی کرتا ہے۔ جس طرح بچے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر حکمت جانے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ کرتا ہے:

بوڑھے بچے

رمضان میں دس سے چودہ گھنٹہ تک بلکہ ہمارے ملک میں بارہ سے سولہ گھنٹہ تک انسان بھوکا رہتا ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا۔ کہ میں کیوں بھوکا پیاسا رہتا ہوں۔ تو اس کی بھی وہی حالت ہے۔ جو ان بچوں کی ہوتی ہے۔ جو بڑوں کو دیکھکر اصرار کرتے ہیں۔ ہم بھی روزہ رکھیں گے وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ روزہ کے فائدے کیا ہیں۔ وہ اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ اس کی حکمت کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسا پُر اثر نظارہ اور پُر کیفیت بات ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کے قلوب بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بچے بھی اصرار کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہم بھی روزہ رکھیں گے۔ اور وہ بچے جو ایک منٹ کھانا دیر سے پہنچنے پر زمین آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں جو کھانا برتانے میں اگر لحظہ بھر دیر ہو جائے۔ تو ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ وہ اجازت مانگتے ہیں۔ کہ ہم بھی بارہ سے سولہ گھنٹہ تک کا فاقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ضرور روزہ کے اندر کوئی ایسی کشش ہے۔ جس کی وجہ سے بچے بھی بھوکا رہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو ان تکالیف میں ڈالنا پسند کرتے ہیں۔ جنہیں وہ اپنے بڑوں کو دیکھتے ہیں۔ پھر کیا ہمارے روزے انہی بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جو صرف یہ جانتے ہیں کہ چونکہ ماں باپ روزہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ان کو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ہمارا بھی یہی حال ہے۔ کہ ہم اپنے ماں باپ کو جس لائن پر چلتا دیکھ چکے۔ اس پر چل رہے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ اگر اتنی ہی بات ہے۔ تو یقیناً ہمارے روزے بچوں کے روزوں کی طرح ہی ہیں۔ اور اس سے زیادہ نہیں۔ نہ بچے سوچتے ہیں کہ روزوں کی حکمت کیا ہے۔ نہ ہم۔ نہ وہ ان کے فوائد معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ ہم۔ وہ ماں باپ کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں۔ تو چاہتے ہیں۔ خود بھی رکھیں۔ اسی طرح ہم نے بھی ماں باپ کو روزہ رکھتے دیکھا۔ اور روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ پس ہماری عمر خواہ کتنی ہی ہو۔ ہم اب بھی بچے ہی ہیں۔ کیونکہ ہم جو کام کرتے ہیں۔ اس کے متعلق نہیں جانتے۔ کہ کیوں کرتے ہیں۔ ایک ساٹھ سال کا بڈھا باوجود ضعف اور کمزوری کے اور باوجود مختلف بیماریوں میں مبتلا ہونے کے روزہ رکھتا ہے۔ اگر وہ روزے کی حکمت سے واقف نہیں۔ تو وہ بڈھا ہو کر بھی عقلمند کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس کا یہ فعل بچوں کا سا ہی ہے۔ اس کی عمر۔ اس کی ڈاڑھی کی سفیدی اور اس کا زیادہ عرصہ دنیا میں گذارنا اس میں اور بچے میں کوئی فرق نہیں پیدا کرے گا۔ وہ آج بھی باوجود اتنی عمر کے بچہ ہی ہے۔ کیونکہ وہ بچوں کی طرح ہی بھوکا رہتا ہے:

بڈھے سے بچہ اچھا

وہ بڈھا جو روزے تو رکھتا ہے۔ لیکن ان کی حکمت نہیں جانتا۔ نہ جاننے کی کوشش کرتا ہے عقلمند کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ ایک نادان بچہ کی طرح ہے۔ بلکہ میرے نزدیک بچے سے بھی زیادہ نادان ہے کیونکہ بچے کی خواہش کی بنیاد ظاہری دلکشی پر ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کو بھوکا رہتا دیکھتا ہے۔ اس میں وہ ایک دلکشی پاتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور عمل سے اس کا مزہ اُٹھانا چاہتا ہے لیکن بڈھا عادت کے طور پر ایسا کرتا ہے۔ اس نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا کرتے دیکھا۔ اس لئے خود کرنے لگ گیا۔ اس کے ماں باپ گذر گئے۔ لیکن جو بات ان کو کرتے دیکھی تھی وہ بدستور کر رہا ہے۔ کیونکہ اس کی اسے عادت پڑ گئی ہے۔ اور اس کی کوئی دلکشی یا کوئی فائدہ اس کے علم میں نہیں:

خدا کے قرب کا حصول

مگر عقلمند وہ ہوتا ہے۔ جو ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لے۔ کہ اس کی حکمت کیا ہے۔ میں اسے کیوں کرنے لگا ہوں اس کے کرنے میں کیا فائدہ اور نہ کرنے میں کیا نقصان ہے۔ پھر وہ اتنے بڑا کام کو تو کرتا ہے کہ پورا مہینہ فاقہ کشی کرتا ہے۔ لیکن سوچتا نہیں۔ کہ کیوں کرتا ہوں تو کیا وہ عقلمند کہلا سکتا ہے؟ یقیناً اسے کوئی عقلمند نہیں کہے گا۔ کہ سارا دن تو بھوکا رہتا ہے۔ پیاسا رہتا ہے۔ خواہشات کو دبائے رکھتا ہے۔ لیکن اس کی حکمت سے واقف نہیں۔ اور نہ کوشش کرتا ہے۔ کہ واقف ہو:

قرآن کریم میں روزہ رکھنے کی یہ حکمت بتائی گئی ہے کہ روزہ رکھنے والا خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ میں تم میں سے ہر ایک سے سوال کرتا ہوں۔ کیا سچ مچ آج کل تم خدا کے قریب ہو گئے ہو۔ اور خدا تمہارے قریب آگیا ہے۔ کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی دعاؤں میں کوئی فرق ہے۔ کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی حالتوں میں کوئی فرق ہے۔ کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی عبادتوں میں کوئی فرق ہے۔ کیا تمہارے پہلے اور آج کل کے اعمال میں کوئی فرق ہے۔ کیا تمہارے پہلے اور آج کل کے علم میں کوئی فرق ہے۔ کیا تمہاری پہلی اور آجکل کی معرفت میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں۔ تو بتاؤ۔ روزے نے تمہیں کیا نفع دیا۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ روزہ سے خدا تعالیٰ قریب ہو جاتا ہے۔ تو بتاؤ۔ تم کو کونسا قرب الٰہی حاصل ہوا۔ کس قدر خدا تمہارے قریب ہوا۔ جو قرب تم کو حاصل ہوا۔ اس کی علامتیں دکھاؤ۔ اور اس کی نشانیاں ظاہر کرو:

روزے کا وہم نقد فائدہ

اگر اب بھی دل اسی طرح زنگوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اگر قلب میں اب بھی وہی ہیجان ہے۔ جو خدا سے دور لے جا رہا ہے۔ اگر عبادات میں کوئی لذت و سرور نہیں ملتا۔ اگر دعاؤں میں قبولیت کا اثر پیدا نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہاتھ بالکل اسی طرح جس طرح ماں کا ہاتھ بچے کی طرف بڑھتا ہے تمہاری طرف نہیں بڑھایا جاتا۔ تو سوچو اور بتاؤ کہ روزہ نے تمہیں کیا نفع دیا۔ اور بتاؤ جو چیز آج فائدہ نہیں دیتی۔ وہ قیامت کو کیا فائدہ دیگی۔ جو شے استعمال کے وقت کوئی فائدہ نہیں دیتی وہ سینکڑوں سال کے بعد کیا فائدہ دے سکتی ہے۔ تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض چیزیں چونکہ دیر کے بعد نفع دیا کرتی ہیں۔ روزہ بھی دیر کے بعد نفع دیگا۔ دیر کا بھی [illegible] مزا معلوم ہوا کرتا ہے۔ اور روزہ وہ چیز نہیں جو دیر کے بعد نفع دے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس وقت میرے بندے روزہ رکھتے ہیں۔ تو

میں کہتا ہوں (فی نفسہٖ) بیب۔ اے میرے بندے میں قریب آ گیا ہوں۔ میں تمہارے پاس آ گیا ہوں۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی ایسی چیز ہو سکتی ہے جس کا فائدہ اس دنیا میں نہیں۔ قیامت کو ملے گا۔ تو بھی روزہ ان عبادتوں میں نہیں۔ جن کا نفع دیر کے بعد ملتا ہے۔ روزہ کا نفع عاجل اور آجل طریق پر ملنا چاہیئے۔ اگر نہیں تو یقیناً تمہیں ایک اینچ کا ہزارواں حصہ بھی خدا کے قرب کا حاصل نہیں ہوا۔

اصل چھوڑ کر نقل کے پیچھے مت پڑو

میں دیکھتا ہوں۔ تم میں سے بہت ہیں جن کے خیالات دوسری باتوں کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ جن کے ارادے دوسرے کاموں کی طرف منتقل ہیں۔ جن کی طاقتیں دوسرے امور میں مصروف ہیں۔ اور وہ اس طرف سے غافل ہیں۔ جس طرف انہیں ہوشیار ہو کر متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں کھڑا کیا۔ ان کا وقت بعض عادی امور کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ ان کی توجہ کھانے پینے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ان کا خیال نکمے کاموں کی طرف لگا ہوا ہے۔ بکواسوں اور ادھر ادھر کی بیہودہ باتوں میں وقت گزارتے ہیں۔ اور نہیں وقت صرف کرتے۔ نہیں مال و دولت خرچ کرتے۔ نہیں توجہ کرتے۔ نہیں کوشش کرتے۔ تو خدا کا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ اس کی معرفت اور اس کا عرفان حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ جبکہ ان کا قدم دوسری طرف اٹھ رہا ہے۔ جبکہ ان میں تذلل اور انکساری نہیں پیدا ہوتا۔ تو اس صورت میں نفع کیا مل سکتا ہے۔ اور فائدہ کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ کیا وہ جو غیر کی طرف جا رہا ہے۔ یار کی طرف جانے والا کہلا سکتا ہے۔ آگ میں کودنے والے کو پانی کی ٹھنڈک کس طرح محسوس ہو سکتی ہے۔ تاریکی میں رہنے والا نور کا لطف نہیں اٹھا سکتا۔ یہ جو زہر تمہیں چڑھا ہوا ہے اتر نہیں سکتا جب تک تم اس تریاق کا گلاس منہ سے نہ لگاؤ گے۔ جو خدا نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے۔ جب تک تم اس تریاق کے گھونٹ نہ پیو۔ تمہاری عبادتیں کوئی فائدہ نہ دینگی۔ نمازیں پڑھتے رہو اور روزوں پہ روزے رکھتے چلے جاؤ۔ اور سارا سارا سال زکوٰۃ نکالتے چلے جاؤ۔ حج کرو اور کئی سال کرتے رہو۔ جب تک اس تریاق کا گلاس منہ سے نہ لگاؤ گے۔ نہ نماز نفع دیگی۔ نہ روزہ فائدہ دیگا۔ نہ حج سے کچھ حاصل ہوگا۔ نہ دوسری عبادتوں سے کچھ ملے گا۔

تارکان نماز کیونکر پیدا ہوئے

کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ لاکھوں کروڑوں مسلمان کہلانے والے نماز چھوڑ بیٹھے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ یہ صرف ایک مشق ہے۔ اور ایک کھیل ہے۔ جو ہر روز یونہی کھیلا جاتا ہے۔ اور جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جو شخص خدا کے قریب نہ کرے۔ اس کے کرنے کا کیا فائدہ؟ نماز کے متعلق کہا جاتا ہے۔ خدا کے قریب کرتی ہے۔ مگر اس نے ہمیں قریب نہیں کیا۔ اس لئے یہ اس سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ کہ چند مقررہ وقتوں پر چند حرکات کر دی جاتی ہیں۔ اس لئے ہم ان بے فائدہ حرکات کو چھوڑتے ہیں۔ یہ کیوں ہوا۔ دلوں کو ٹٹولو۔ کیا یہ اس لئے نہیں ہوا۔ کہ نماز کو نماز سمجھ کر ادا نہیں کیا جاتا۔ کیا یہ اس لئے نہیں ہوا کہ خیالات اور ارادے اور طرف ہیں۔ کیا یہ اس لئے نہیں ہوا۔ کہ اس سے نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اسی طرح روزہ کا حال ہے۔ بہتوں نے روزہ بھی چھوڑ دیا۔ کہ وہ بھی خدا کے قریب نہیں کرتا۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حالانکہ خود انہوں نے اس سے فائدہ اور نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے سمجھا ہی نہیں کہ اس کے کیا فائدے ہیں۔ نماز اور روزہ اور دوسری عبادتوں میں تو کوئی نقص نہیں۔ وہ واقعی خدا کے قریب کرنے والی ہیں۔ نقص اگر ہے تو انسان کا ہے۔ جو صحیح طریق استعمال نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ان پر یقین نہیں رہتا۔ اور جب یقین نہ رہے۔ تو عمل کیسے رہ سکتا ہے۔ اس طرح لوگ نماز روزہ کو چھوڑ بیٹھے۔

کیمیا گر سے سبق سیکھو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کیمیا گر جب ناکام رہتا ہے تو کہتا ہے ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے۔ گویا وہ کیمیا بننے سے نا امید نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے حالانکہ کیمیا گری میں امید کی گنجائش ہی نہیں۔ اور خدا کے ساتھ تعلق بڑھنے اور اس کے قریب ہونے کی پوری امید ہے۔ مگر کیمیا گر جس کی ساری عمر ہی ایک آنچ کی کسر میں گذر جاتی ہے۔ وہ تو باوجود ہر دفعہ کی ناکامی کے نا امید نہیں ہوتا۔ لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قریب ہونا چاہے۔ کامیاب نہیں ہوتا۔ تو اپنے طریق عمل کو نقص قرار نہیں دیتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے نا امید ہو کر فوراً نا امید ہو جاتا ہے۔ اور اپنی تمام کوششیں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ پس کیمیا گر تو غلطی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور سونا بننے کے خیال کو یقینی سمجھتا ہے۔ لیکن خدا کو پانے کی کوشش کرنے والا اپنی غلطی کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے لوگ عبادتیں ہی غلط طریق سے کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ خدا نہیں ملتا۔ اگر وہ غلطی اپنی طرف منسوب کرتے۔ اس کی اصلاح کی کوشش کرتے۔ تو ضرور کامیاب ہو جاتے۔ لیکن وہ ایسا کر نہیں سکتے ہیں۔

غلط عبادتیں

کیا یہ ممکن ہے۔ کہ ایک شخص سیدھے راستہ پر بھی چلے اور منزل مقصود بھی نہ پالے۔ دیکھو ایک شخص یہاں سے بٹالہ کے لئے روانہ ہو۔ مگر گھنٹوں پر گھنٹے۔ دنوں پر دن۔ ہفتوں پر ہفتے۔ مہینوں پہ مہینے۔ سالوں پر سال گذرتے جائیں۔ اور وہ بٹالہ نہ پہنچے۔ تو کیا وہ سمجھے گا کہ صحیح راستہ پر چل رہا ہے۔ دنوں ہفتوں اور مہینوں اور سالوں کا گذرنا تو بڑی بات ہے۔ جو شخص تین چار گھنٹے تک چلتا رہے۔ اور اسے بٹالہ نظر نہ آئے۔ وہ سمجھے گا میں کسی غلط راستہ پڑ گیا ہوں۔ ورنہ ضرور تھا۔ کہ اس وقت تک میں بٹالہ پہنچ گیا ہوتا۔ اسی طرح جو شخص عبادتیں کرنے کے باوجود قرب الٰہی نہیں پاتا۔ اسے بھی سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسکے عبادت کرنے میں نقص ہے اور اسے یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ غلط طریق پر عبادتیں کرتا ہے اور پھر یہ شکایت کرے۔ کہ خدا کیوں نہیں ملتا۔ جس طرح بغیر سیدھے راستہ پر چلنے کے منزل مقصود نہیں آتی۔ اسی طرح بغیر درست عبادتیں کرنے کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس وہ خدا جو کہتا ہے۔ "اِنّی قریب" وہ ضرور انسان کے قریب ہوتا ہے بشرطیکہ درست طریق سے عبادتیں کی جائیں۔ جو شخص اس بات کو نہیں سمجھتا۔ اس کے متعلق سمجھ لو کہ اس کی فطرت مر گئی ہے۔ اور اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ وہ اندھا ہے۔ کہ چلتا ہے لیکن راستہ اسے نظر نہیں آتا۔ وہ کولہو کے بیل کی طرح چلا جا رہا ہے۔ مگر کسی جگہ پہنچ نہیں سکتا۔ اسے چاہیئے اپنی اصلاح کرے۔ پس اپنے باطن کو خود ٹٹولو۔ اپنے نفسوں کو دیکھو۔ اور خود اندازہ لگاؤ۔ کہ تمہاری عبادتیں کس قسم کی ہیں اعمال کی درستی کرو۔ عقل کو اس کی درستی کرو۔ کیونکہ جو کہتا ہے میں قریب ہوں اور قریب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ تمہارے قریب نہیں ہوتا تو تمہارے اندر نقص ہے اسے دور کرو۔ پھر دیکھو وہ اپنے وعدہ کے مطابق قریب ہوتا ہے یا نہیں ؛

طبیب کی تلاش

اگر ایک شخص کو بخار چڑھا ہو۔ سخت سردی لگ رہی ہو۔ اس کے پاس آگ رکھی ہو مگر وہ کہے اور آگ لاؤ تا میری سردی کم ہو۔ تو ایسے وقت تم کیا کرو گے طبیب کو بلاؤ گے یا آگ پر آگ اس کے آگے رکھتے چلے جاؤ گے۔ اس وقت تم طبیب کی تلاش کرو گے تا گرمی محسوس کرنے والی جو حس اس کے اندر سے مر گئی ہے۔ اسے پھر زندہ کرے۔ ملیریا بخار اور بعض دوسرے بخاروں میں عام طور پر سردی محسوس ہوتی ہے۔ اور بیمار کہتا ہے اور لحاف ڈالو۔ اگر اس کے کہنے کے مطابق سینکڑوں لحاف اس پر ڈالدیں تو بھی اسکی سردی کم نہ ہوگی کیونکہ اس کے اندر سے گرمی محسوس کرنے کی طاقت مفقود ہو گئی ہے۔ اسی طرح وہ ہستی جو کہتی ہے میں قریب ہوں۔ اگر وہ قریب نہ ہو تو اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ تم میں وہ طاقت ہی نہیں رہی۔ جس سے تم اسے اپنے قریب محسوس کر سکو۔ اگر واقعہ میں ایسی حس باقی نہیں رہی تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ تمہارے اخلاق بیمار ہیں۔ تمہارے افکار بیمار ہیں۔ تمہارے اعمال بیمار ہیں۔ تمہارا علم بیمار ہے۔ تمہارا عرفان بیمار ہے۔ اور تمہیں روحانی طبیب کی ضرورت ہے۔ تکبیر اور دعا۔ پس تم اپنے نفسوں کو ٹٹولو۔ باطن میں غور کرو۔ اور پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس دن اور کوئی موقعہ نفس کی درستی کا جہنم کی آگ سے گذرنے کے سوا نہ رہے۔ تم اپنی اصلاح کرلو۔ تم اپنے آپ کو اس قابل بنا لو کہ تم خدا کے قریب ہو جاؤ۔ پس اس دن سے پہلے پہلے علاج کرو۔ اور اپنے نقصوں کو دور کرو۔ ورنہ پچھتانا پڑیگا۔ خدا تعالیٰ سب کو اس بات کی توفیق دے۔ آمین۔

جنازہ۔ خطبہ ثانی میں فرمایا۔ میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک احمدی عورت کا جنازہ پڑھوں گا جو محمد حسین صاحب چک ۸۷ سرگودھا کی بیوی تھیں۔ اور فوت ہو گئی ہیں [illegible]

ایک غلط فہمی کا ازالہ،

سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام کی چھٹی کا جواب

سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک نوٹ اخبارات کو بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ احمدی جماعت کے دو فریق ہیں۔ ایک لاہوری جماعت اور ایک قادیانی جماعت۔ قادیانی جماعت کی طرف سے جو ایڈریس وائسرائے کے حضور پیش ہوا۔ لاہوری جماعت کو اس میں مندرجہ کئی باتوں سے اختلاف ہے۔ مثلاً یہ کہ احمدیوں کو سرکاری ملازمتوں اور لیجسلیٹو کونسل میں علیحدہ نمائندگی دی جائے۔

مجھے نہایت تعجب ہے۔ کہ سیکرٹری صاحب نے یہ نوٹ کس بناء پر شائع کرایا ہے۔ ہمارے ایڈریس میں کہیں یہ فقرہ نہیں ہے کہ ہم احمدیوں کے واسطے علیحدہ نمائندگی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ صرف اس امر کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ بعض جگہ احمدیوں کی صرف احمدی ہونے کے سبب حق رسی نہیں کی جاتی۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ ان کے حقوق کی نگہداشت کرے۔ ہم سیاسی رنگ میں ان تمام لوگوں کے ساتھ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ یکجائی طور پر کام کرنے کے واسطے تیار ہیں۔ اور عملاً کر رہے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ انتخاب کونسل اور اسمبلی کے وقت ہم نے پورے زور کے ساتھ ان مسلمانوں کی امداد کی۔ جن کو ہم نے ان کی لیاقت اور استعداد کے لحاظ سے ممبری کے قابل سمجھا۔ اور تمام احمدیوں کو تاکید کی۔ کہ ان کے حق میں رائے دیں۔ بغیر اس خیال کے کہ وہ احمدی ہیں یا نہیں ؎

دوم۔ اس ایڈریس میں کہیں یہ نہیں لکھا گیا۔ کہ لاہور میں جو چند احمدی امام جماعت احمدیہ قادیان سے علیحدہ ہیں۔ وہ بھی اس ڈیپوٹیشن میں شامل ہیں۔ یہ ظاہر تھا۔ کہ ایڈریس جماعت احمدیہ قادیان اور مبایعین حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہے ؎

سیکرٹری صاحب خود ہی غور کریں۔ کہ حضرت امام کے ساتھ اختلاف کرنے والے احمدیوں کی تعداد کتنی ہے۔ اور وہ کس شمار میں آسکتی ہے۔ تاہم مولوی محمد علی صاحب کو ہمیشہ امیر جماعت احمدیہ لکھا جاتا ہے۔ اور اخبارات وغیرہ میں شائع کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود لاہور میں ہماری جماعت کے ممبر مولوی محمد علی صاحب کے ساتھی احمدیوں سے زیادہ ہیں۔ مگر ہم نے اس کے خلاف کوئی نوٹ شائع کرنا ایک طفلانہ حرکت سمجھ کر کبھی اس کی طرف توجہ نہیں کی ؎

ہمیں افسوس ہے۔ کہ سیکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام نے بجائے مصالحت کے خواہ مخواہ ایک منافرت کی راہ اختیار کی۔ اور ہمارے متعلق غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اپنے کسی عقیدہ کو چھوڑ دے۔ ایک ناقابل عمل مطالبہ ہے۔ اتفاق و اتحاد اسی بناء پر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ تمام لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور ہندو عیسائی بھی انہیں مسلمانوں میں شامل کرتے ہیں۔ سیاسی نقطہ نگاہ سے یکجا ہو کر کام کریں ؎

محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ناظر امور خارجیہ قادیان

قاتل کی معافی کے لئے آریوں کی درخواست

آریہ صاحبان سے ایک مطالبہ

شردھانند جی کے قاتل کو سشن کی طرف سے جب پھانسی کی سزا ملنے کا اعلان ہوا۔ آریہ سماج میں یہ تحریک اُٹھی ہے۔ کہ آریوں کی طرف سے عموماً اور وارثان مقتول کی طرف سے خصوصاً قاتل کی معافی کی درخواست دی جائے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ تحریک کن اغراض پر مبنی ہے۔ نفس تحریک کے متعلق میرا آریہ سماج کے ودوانوں سے ایک سوال ہے۔ اور وہ یہ کہ آریہ سماج بقول خود ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے تمام حرکات و سکنات اسی مذہب کے اصول پر مبنی ہوں۔ اس لئے اس معافی کی تحریک آریہ مذہب یعنی وید پر مبنی ہونی چاہیئے۔ پس اس صحیح اصل کے مطابق آریہ سماجی ہر چہار ویدوں میں سے کوئی ایسا منتر پیش فرمائیں۔ جس کا یہ مفہوم ہو۔ کہ وید کے متبعین کو اپنے دشمنوں کو معاف کر دینا چاہیئے۔ یا یہ کہ وہ معاف کر سکتے ہیں۔ جب تک ایسا منتر نہ ہو۔ آریوں کا کیا حق ہے کہ وہ ایک قاتل کے معاف کرنے کی تحریک کریں۔ پس براہ مہربانی آریہ سماج پہلے ایسا وید منتر پیش فرمائے۔ پھر بے شک وہ اس قسم کی تحریک کرنے کی مجاز ہے۔ امید ہے۔ جلد سے جلد ایسا منتر شائع کیا جائیگا۔

سید محمد اسحٰق۔ قادیان

آریوں کے مایۂ ناز "عربی فاضل" کی عربی دانی

پنڈت کالی چرن کا مبلغ علم،

آریوں اور عیسائیوں میں آئے دن ایسے اشخاص اُٹھتے رہتے ہیں جو عربی دانی کا دعویٰ کر کے اُردو کی مشہور و معروف مثل "اندھوں میں کانا راجہ" کے مصداق بنتے ہیں۔ اور ان کے ہم عقیدہ ان کے عربی علم پر فقط فخر ہی نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں ؎

ایک صاحب "اسمہ یکالی چرن" ایڈیٹر رسالہ آریہ سافر آگرہ ہیں۔ جو اپنے آپ کو فاضل عربی قرار دیتے ہیں۔ آنجناب نے اپنی "فضیلت" کے ثبوت کے لئے آریہ مسافر آگرہ بابت ماہ مارچ ۱۹۲۷ء میں پورا ایک صفحہ سراپا غلط عبارت سے سیاہ کیا ہے۔ آپ نے قرآن کریم کے چیلنج فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے جواب میں دو سورتیں "سورہ اوم" اور "سورۃ الفرمان" لکھی ہیں۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں۔ اس سارے صفحہ میں سے ایک فقرہ بھی صحیح نہیں۔ ذیل میں اس میں سے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کچھ نقل کیا جاتا ہے۔

"هذا الامتابدل علیکم بالحق فانزلناه علی عبدنا الذی اسمه یکالی چرن شرما فی المدینه الاغرۃ"

"هو الذی یرسل ثمرات اعمالکم واحالیهم علی سبیل التناسخ۔ والذین ینکرون به فید خلو فی عذاب النار۔ فاتوا علیه ایمانکم یا ایها الکفار"

"سورۃ الفرمان"

"فانظروا الی الفرمان والذی کلام الرحمان لیس کتاب مالی الفرمان۔ فلما اقدموا علیه الفرق قد تبین فیه البرهان۔ التی بین ضائع الرحمان کما ضللکم یا ایها الانسان۔ بل اسمعوا الفرمان لم اخرجوا عن قلوبکم القران واقتلوا الکفارۃ من ادیان"

میں حیران ہوں۔ کس کس فقرہ کی غلطیاں ناظرین کے آگے پیش کروں۔ ہر ایک فقرہ سر تا پا غلط ہے۔ اول تو آنجناب "لِمَ" (کیوں) کو لِمَا لکھتے ہیں۔ پھر "فرمان" کے لئے "التی" مؤنث کا صیغہ استعمال کر کے "بیّن" مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں جیسے کوئی کہدے "وہ عورت جاتا ہے"۔ "آدیہ" کی جمع "ادیان" بتلاتے ہیں۔ جو عربی قواعد کے سراسر خلاف ہے۔ "اسپر ایمان لے آؤ" کی عربی "فاتوا علیه ایمانکم" بناتے ہیں۔ گویا ایمان کوئی مٹھائی ہے۔ جو پنڈت صاحب کھانے کے لئے بازار سے لاتی ہے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

باقی فقرات میں بھی سخت غلطیاں ہیں۔ جن کا اظہار بھی تضیع وقت ہے۔ ہاں پنڈت صاحب نے ایک فقرہ "قد تبین فیه البرهان" صحیح بھی لکھا ہے۔ مگر میں قارئین کرام کو یقین دلاتا ہوں۔ یہ فقرہ "فاضل عربی" کے قلم سے نادانستہ نکل گیا ہے۔ ورنہ ایسے صحیح فقرات لکھنا آپ کی "فاضلانہ" شان کے خلاف ہے۔ اور میرے پاس

اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ پنڈت صاحب نے خود ہی اس فقرہ کا ترجمہ بھی ساتھ ہی کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:- "تحقیق بیان کی ہیں ہم نے اس میں دلیلیں" اب تو جناب پنڈت صاحب مضارع پر "قد" کے دخول کے اثر سے بالکل ناواقف ہیں۔ یہاں کو یہ معلوم نہیں۔ کہ آیا "نبیّن" مضارع ہے یا ماضی؟ میں جناب پنڈت صاحب مذکور کو یقین دلاتا ہوں ان کا ترجمہ قطعاً غلط ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ان معنوں کے لحاظ سے یہ فقرہ غلط ہے۔ کیونکہ "نبیّن" مضارع ہے۔ اور اس پر "قد" نے داخل ہو کر تقلیل کا فائدہ دیا۔ پس اس کا ترجمہ "ہم اس میں کبھی کبھی دلیلیں بیان کرتے ہیں" ہوا۔

عربی دان حضرات پنڈت صاحب کے فقرہ "لیس کتاب ما علی الارض" کے معنے قطعاً نہیں سمجھ سکے۔ مگر میں انکی حیرت کھکر دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ جناب پنڈت صاحب کے فقرہ میں "ما" موصولہ استعمال ہوا ہے۔ اور فقرہ کے معنی پنڈت صاحب نے یہ کئے ہیں:- "نہیں ہے کوئی کتاب اوپر زمان کے" اگر باوجود اس تشریح اور صراحت کے بھی آپ کو فقرہ کی سمجھ نہ آئے۔ تو اس میں پنڈت کالی چرن صاحب کا کیا قصور؟ اور "وانفرا الکفارۃ من ادیان" کے معنے ہیں "اور کرا دو ان کو شدھی آریہ سے" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ہے آریوں کے مایہ ناز پنڈت کالی چرن صاحب ایڈیٹر اخبار آریہ مسافر آگرہ کی عربی دانی۔ اور پھر اس پر "فاضل عربی" ہونے کا دعویٰ۔

عبدالرحمٰن خادم انگجرات

احمدی ستائیس رمضان کو یاد رکھیں

طبقات کبیر جلد ثالث صفحہ ۲۹ میں مرقوم ہے:-

"عن حسن بن علی لما توفی علی ابن ابی طالب قام الحسن بن علی فصعد المنبر فقال ایھا الناس قد قبض الیوم رجل لم یسبقہ الاولون ولا یدرکہ الآخرون ... ولقد قبض فی اللیلۃ التی عرج فیھا بروح عیسی ابن مریم لیلۃ سبع و عشرین من رمضان" یعنی حضرت علی رضی کی وفات پر حضرت حسن کھڑے ہوئے۔ اور منبر پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ حضرت علی رضی نے اس شب کو وفات پائی۔ جس رات حضرت عیسیٰ ابن مریم کی روح اٹھائی گئی۔ وہ رمضان کی ستائیسویں رات تھی۔"

ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ ہر شخص کو یہ بتا دیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات ستائیس رمضان کو ہوئی۔ گذشتہ سے پیوستہ سالانہ جلسہ پر مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے بھی تحریک کی تھی۔ کہ جماعت ستائیس تاریخ رمضان کو کوئی خاص کام کیا کرے۔ جس سے یہ یاد ہمیشہ قائم رہے۔ کہ حضرت مسیح ؑ کی وفات ستائیس رمضان کو ہوئی تھی۔

اسپر گذشتہ رمضان کی ستائیس کو عاجز نے معہ یہاں کی جماعت کے تمام گاؤں کے غیر احمدی و غیر مسلم لوگوں کو دعوت کھانے وغیرہ کی دی۔ اور دعوت کے بعد تقریریں کرتے ہوئے سامعین کو یہ اچھی طرح معلوم کرا دیا۔ کہ حضرت مسیح ناصری کی وفات حضرت علیؓ کی وفات کی شب یعنی ستائیس رمضان کو ہوئی۔ جس کا تمام سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ اور یہ اثر نمایاں طور پر تا حال باقی ہے۔

غیر احمدی بھی ستائیس کو کسی طرح سے معظم شمار کرتے ہیں۔ اور کئی قسم کے کام صدقہ وغیرہ کرتے ہیں۔

جمیع احباب سے گذارش ہے۔ کہ وہ بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

عاجز احمد علی سیکرٹری جماعت احمدیہ ڈھیکے نیوں ضلع لاہور

مراد آباد میں آریہ سماج سے مناظرہ

مراد آباد میں آریہ سماج نے اپنے جلسہ میں اسلام کے خلاف سب و شتم والی تقریریں کیں۔ کہ وہاں کے مسلمانوں کو اس سے صدمہ ہوا۔ اور بعض احباب کی خواہش پر ۱۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو برادر عبدالوکیل صاحب احمدی دہلی تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ آج ہی مراد آباد چلیں تا آریہ سماج سے وقت لیکر ان کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔

دہلی سے ہم چار احباب اسی دن روانہ ہو کر شام کو آریہ سماج کے جلسہ میں پہنچ گئے لیکن افسوس! کہ آریہ سماج نے مناظرہ کے لئے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہمارے پروگرام میں وقت نہیں ہے۔ البتہ اتوار ۲۰ مارچ وقت دے سکتے ہیں۔ ہم نے یہ عرض بھی کی۔ کہ ہم دہلی سے آئے ہیں۔ اور آج رات ہی واپس جائینگے۔ اس لئے آپ اگر مہربانی کر کے تھوڑا وقت فی الحال نکال لیں تو ہمارا آنا بیکار نہ جائے۔ لیکن سماج رضامند نہ ہوئی۔ مجبوراً اتوار کے لئے پرچہ دیکر ہم واپس دہلی آ گئے۔ ہفتہ کے دن تار موصول ہوئے۔ کہ دوسرا مناظرہ قرار پا چکا ہے۔ یہ خاکسار اور مولوی عمر الدین صاحب ہفتہ کی رات روانہ ہو کر اتوار کی صبح مراد آباد پہنچ گئے۔ جگہ کا انتظام آریہ سماج نے کیا تھا۔ اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ چار چار سو ٹکٹ طرفین کے لئے تقسیم کئے گئے۔ صبح ۹ سے ۱۲ بجے احمدی جماعت سائل اور آریہ سماج مجیب تھی۔ اور پھر ۲ سے ۵ بجے تک آریہ سماج سائل اور احمدی جماعت مجیب تھی۔ شرائط میں یہ بھی تھا۔ کہ مناظرہ ساتھ ساتھ لکھا جائے۔ اور ایک سوال کیا جائے۔ جس پر تین تین دفعہ جواب و سوال ہو کر دوسرا سوال شروع کیا جائے۔ ہم سے کہا گیا۔ قدامت روح و مادہ یا تناسخ پر آپ اپنا اعتراض پیش کریں۔ چونکہ طرفین کا کوئی بھی آدمی پورا مضمون کو لکھ نہ سکا۔ اس لئے مجبوراً اس شرط کو اڑانا پڑا۔ جناب مولوی عمر الدین صاحب نے حسب ذیل تین سوال یکے بعد دیگرے پیش کئے جن پر تین تین دفعہ جواب و سوال ہو کر پہلا مناظرہ ختم ہوا۔

سوال اول:- چونکہ روح و مادہ محدود ہیں۔ اس لئے مخلوق ہیں۔ ثبوت یہ ہے۔ کہ سانکھ کہتا ہے۔ جو چیز محدود ہے۔ وہ سب چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی۔ پھر لکھا ہے۔ محدود کی پیدائش شاستر دانوں نے ثابت کی ہے۔ عقلاً یہ بات یوں ثابت ہے۔ کہ کوئی محدود شے اپنی شکل کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ مثلاً اگر وہ مختلف ذروں سے ملکر مجموعہ کی حالت میں ہے تو وہ مجموعہ اس کے حدوث کی دلیل ہوگا۔ اور اگر وہ شے منفصل حالت میں ہے تو یہ شکل قائم نہیں رہیگی۔ جبکہ کوئی دوسرا انکو ملا کر اکٹھا کریگا۔ نیز کوئی شے دو حالتوں سے باہر نہیں ہو سکتی۔ یا وہ حالت اتصال میں ہے یا انفصال میں۔ اتصال اس لئے قدیم نہیں۔ کہ وہ انفصال سے ٹوٹ جائیگا۔ اور انفصال اتصال سے۔ اس لئے نہ اتصال قدیم ہے نہ انفصال۔ لہٰذا وہ شے جس کا اتصال و انفصال ہے۔ وہ قدیم نہیں ہو سکتی۔

سوال دوم:- دنیا میں جس قدر قوت و حرکت ہے۔ وہ سب کی سب خدا کی دی ہوئی ہے۔ میری گذارش یہ ہے کہ اگر وہ میں حرکت خدا نے دی ہیں جبکہ خدا خود متحرک نہیں۔ اور حرکت دینے سے اس کی اپنی طاقت کم نہیں ہوئی۔ تو لازماً یہ حرکت عدم سے وجود میں آئی۔ آگے اس حرکت سے ہم اگنی پیدا کر کے مشاہدہ کرا سکتے ہیں۔ اور یہ سائنس کا اصول ہے۔ کہ حرکت آگ میں بدل جاتی ہے۔

جواب سوم:- اگر روح و مادہ کو قدیم مانا جائے۔ تو خدا ان کا مالک بھی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ خالق نہیں۔ پھر قدیم روح و مادہ کا مالک بننے میں اس کی مالکیت بھی محدود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ذرہ اور روح اپنی ذات اور نوع سے محدود ہیں۔ پس خدا کی ملکیت بھی محدود ہوئی۔

پنڈت جی کے لئے ان سوالات کا تسلی بخش جواب دینا کوئی سہل امر نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں ایسی بین فتح حاصل ہوئی۔ کہ مسلمانوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ دوسرے وقت میں پنڈت جی نے حسب ذیل سوالات کئے:-

(۱) جب روح و مادہ موجود نہ تھے۔ تو خدا کو ان کے بنانے کی کیا ضرورت تھی۔
(۲) یہ دنیا کس شکل میں تھی۔ خدا تھی یا خدا سے جدا تھی (بننے سے پہلے) پھر کہاں سے نکل آئی۔
(۳) انسان وہی فعل کرتا ہے جو خدا کے علم میں ہے تو انسان کیوں قصوروار ہے۔

ان سوالات کے جوابات مولوی صاحب موصوف نے نہایت وضاحت سے دیئے اور فرمایا (۱) دنیا کو اس لئے بنایا کہ اس کی صفات کا تقاضا یہی تھا (۲) دنیا بننے سے پہلے علم الہی میں موجود تھی (۳) انسان فعل اس لئے نہیں کرتا کہ خدا کے علم میں ایسا ہے۔ بلکہ خدا کے علم میں وہی ہے۔ جو کچھ کہ انسان آزادی سے کرتا ہے۔ یہ جوابات ایسی وضاحت سے دیئے گئے کہ پنڈت صاحب کو بار بار سوائے اعتراض دہرانے کے اور کچھ نہ سوجھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ پریذیڈنٹ جلسہ نے بھی (جو کہ ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر تھے) کہا۔ پنڈت صاحب میرے خیال میں مولوی صاحب نے آپ کے اعتراض کا جواب دیدیا ہے کہ دنیا علم الہی میں موجود تھی [illegible]

اسلام اور آریہ سماج

پروفیسر رام دیو صاحب کے لیکچر پر نظر

(نمبر ۳)

ویدوں کے متعلق زمانہ حال کے ہندو لیڈروں کی آراء

(۷)

اس سلسلہ مضمون کے گذشتہ نمبر میں قدیم بزرگوں کی رائیں ویدوں کے متعلق درج کی جا چکی ہیں۔ اب زمانہ حال کے ویدک دھرمی بزرگوں اور لیڈروں کے ویدوں کے متعلق خیالات درج کئے جاتے ہیں۔ کیا جو آریہ صاحبان پروفیسر رام دیو صاحب کے بیان کردہ معیار سے متفق ہوں۔ وہ ان شہادتوں کو پڑھکر اعلان کرینگے۔ کہ موجودہ وید الہامی اور ایشوری گیان نہیں۔ کیونکہ ان کے غیر الہامی ہونے پر بہت سے ویدک دھرمیوں کی شہادتیں اور گواہیاں موجود ہیں۔

گاندھی جی انہوں نے اپنے اخبار ینگ انڈیا میں لکھا تھا۔ "اگر ویدوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ اشومیدھ یگ میں بے داغ گھوڑے کی قربانی دینی چاہئے۔ تو محض ویدوں کے کہدینے سے میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ میرے نزدیک اس وید وہ ہے جو کبھی لکھے ہی نہیں گئے۔ جو بات حلقہ تحریر میں آگئی۔ سمجھو وہ ہلاک کرنے کا موجب ثابت ہوئی"

(منقول از وکیل امرتسر ۲۷ جنوری ۱۹۲۱ء)

سوامی ستیہ دہاری لکھتے ہیں "چونکہ موجودہ کتاب وید کے علم میں بہت سے نقص اور خامیاں ہیں۔ اسلئے وہ غلط ہے۔ اور ایشری اور حقیقی وید کہلانے کے قابل نہیں"

(آفتاب حقیقت صفحہ ۲۲۳)

ایڈیٹر پرکاش نے لکھا تھا۔ "آج ڈاکٹر سر امی آنریبل بندرا ناتھ ٹیگور اور موتی لال گھوش جیسے آدمی ویدوں کو کلام الہٰی نہ مانتے ہوئے بھی ہندو ہیں" (پرکاش ۲۸ جون ۱۹۲۳ء)

ایڈیٹر ملاپ نہ فرماتے ہیں "ہندوؤں کی قسمت بھی کیسی عجیب واقع ہوئی ہے۔ کہ ہندو جاتی کا بچہ بچہ فرزند بلندی پر پہنچنا ہے دیگر ہندو جاتی ہندو دھرم اور ہندو تہذیب سے منہ موڑ کر دوسروں کا دال و شید اپنا اچھا سمجھتا ہے۔ حالانکہ انکی تقدیر انکی گول نکلی۔ اس کا سارا بل ہندو جاتی۔ ہندو دھرم۔ اور ہندو تہذیب کے گہوارہ میں پرورش پایا ہوا ہوتا ہے" (ملاپ ۵ مئی و ۱۹ جون ۱۹۲۳ء)

بابو کرشن کمار پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ "ویدوں میں شہر۔ دیہات۔ جواریوں ...... دفحش الفاظ کا ذکر ہوا ہے۔ رگوید کے مطالعہ سے ہم اتنا کہہ سکتے ہیں۔ کہ گایوں کا پالا جانا۔ ان کا چرانا۔ دودھ دوہنا۔ کشتی دفیرہ اس کتاب کے اعلیٰ مضامین ہیں کئی ذریعوں سے یہ امر بالکل صاف معلوم ہو گیا ہے۔ کہ کسی خانہ بدوش کے حالات کا دید مجموعہ ہے۔ وید ہماری دستگیری نہیں کرتا۔ اس بارہ میں ان ایک بزرگ برہمن کی مثال ایک لق ودق جنگل اور بے آب و گیاہ بیابان سے ہے۔ جس میں جہاں تک نظر کرو خار دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دے گا"

(دیکھو لاہور لیکچر زنانہ معنقہ جانت ہندو جلسہ)

مسٹر رویش چندر دت سی۔ آئی۔ ای اپنی مشہور کتاب ہندوستان کی قدیم تہذیب میں تحریر فرماتے ہیں "اتھرو وید کی نسبت صرف اتنا کہنے کی ضرورت ہے۔ کہ جس زمانہ کی بابت ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس زمانہ سے بہت مدت بعد تک یہ ہرگز اتھرو وید۔ وید قرار نہیں دیا گیا۔ اگرچہ ایک قسم کی تصنیف اتھرو وانگرس نام ایک زمانہ میں تسلیم کی جاتی تھی" (جلد اول صفحہ ۱۱۵)

اگر پروفیسر رام دیو صاحب کے معیار کو تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑے گا۔ کہ اتھرو وید الہامی نہیں۔ بلکہ انسانوں کی تصنیف ہے۔ جو بتدریج تصنیف کیا گیا ہے۔ یہی فاضل ویدک دھرمی مصنف ایک جگہ اس کتاب میں لکھتے ہیں۔

"رگوید کے گیت صدیوں تک باپ سے بیٹے کو یا گورو سے چیلے کو ملتے رہے۔ اور ایک زمانہ دیر بعد ان کا دیدیہ یگ میں وہ ترتیب دیئے گئے۔ اور جمع کئے گئے۔ کل دسواں منڈل یا اس کا زیادہ حصہ اسی زمانہ کی تصنیف بھی معلوم ہوتا ہے۔ جو رگوید میں ڈال دیا گیا۔ اور پرانے گیتوں کے ساتھ رکھا گیا"

(ص ۳۳)

سوامی ستیہ دیو جی یہ مشہور ہندو سنگٹھنسٹ ہیں جنہوں نے کچھ عرصہ ہوا بعض غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ایک چھٹی اخبارات میں چھپوائی تھی جس میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا تھا "میں کسی مذہبی کتاب کو الہامی نہیں مانتا" (دیکھیں ۱۹ مئی ۱۹۲۴ء)

لالہ ہردیال ایم۔ اے ویدوں کے متعلق اپنی رائے بایں الفاظ ظاہر کرتے ہیں "وید کے اصول بوسیدہ ہیں۔ نوجوانوں کو ویدی مذہبی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں۔ ویدوں کا کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ مذہبی تعلیم کے اس عام پروگرام کے ساتھ کیا تعلق ہے نہیں اور ضروری ہیں۔ ویدوں سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان میں علمی و دیگر تحقیقات معجزے ہیں۔ علمی سچائیوں کے سامنے یہ بوسیدہ اصول پیش کرنے سے فائدہ؟ ایسے ملاح ہرگز جہاز کو ساحل تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ ان فرائض کو معلوم کرنا اپنے دماغ کو خراب کرنا ہے۔ سنسکرت کی کوئی پستک ہمارے نوجوانوں کو نہیں سکھلا سکتی۔ کہ آج کل زمانہ میں سوسائٹی کو کس طرح ترتیب دینا چاہئے۔ اگر ان پرانی دستاویزوں سے صحیح سوشل اصول سیکھ لینے ممکن ہوں۔ تو ہندوستان جدید کے لیڈر بننے کے لئے ہمارے بنارس کے پنڈت سب سے عقلمند لیڈر سمجھے جائیں۔ لیکن کون شخص ایسی بیہودگیوں کو جگہ دے گا۔ بہت سے آدمی ہم سے کہتے ہیں۔ کہ چاروں وید دیکھو آگے سر جھکاؤ۔ لیکن میں سچائی اور ترقی کے نام پر اس پر احتجاج غلامی کے خلاف آواز بلند کرتا ہوں۔ ویدک تعلیم محض غلامی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں سکاری اور روحانی گمند ذہنی کے ساتھ نشوونما پائیں۔ مجھے آج تک یہ پتہ نہیں چلا۔ کہ ہندو مذہب کیا ہے" (اخبار ہندوستان ۷ نومبر ۱۹۲۳ء)

بابو بنکم چندر چٹرجی مشہور بنگالی ناول نویس۔ جو ویدوں کے متعلق ہو خیال رکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے "وید مہندوستان کے زندہ مذہب کے قائم مقام نہیں۔ یہیں ہی آدم کو اگر کچھ بھی دلچسپی انکے ساتھ ہو سکتی ہے۔ تو محض تاریخانہ ہی ہے" (زندہ جاوید بائیبل یا وید صفحہ ۳۱)

پروفیسر رام دیو کیا فرماتے ہیں "اسی طور کی بہت سی الہامیہ تصنیف کیجا سکتی ہیں۔ مگر وید اور ویدک دھرم کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہی کافی سے بہت زیادہ ہیں۔ کیا پروفیسر رام دیو صاحب اور ان کے ہمخیال آئندہ یہ کہنا چھوڑ دینگے۔ کہ وید اور ویدک دھرم خدا کی طرف سے ہیں۔ اور جس کے زمانہ میں وہ دنیا کی ضرورتیں پوری کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خود ویدک دھرمی اور کئی کتابوں کے مصنفوں بڑے بڑے لیڈروں اور ہندو جاتی کے رشیوں سوامیوں اور لیڈروں سنسکرت و وید کے پنڈتوں اور محققوں نے صاف لفظوں میں مان لیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک وید رشیوں کی یادداشتیں اور غیر الہامی کتب ہیں۔ بلکہ یہ بھی صاف اور واشگاف لفظوں میں تسلیم کر لیا ہے۔ کہ موجودہ وید ایک مردہ کتاب ہے۔ اب اس سے دنیا کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ یہ انسانی زندگی کے مراحل میں رہبری کا کام دے سکتی ہے۔ اور اسی بناء پر ایڈیٹر ملاپ کو دکھی دل سے کہنا پڑا تھا۔ کہ ویدک دھرمیوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کا رجحان اب وید کی طرف نہیں رہا۔ اور نہ وہ اس دقیانوسی خیال کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہندوستان کے دماغ (بنگال) کا متفقہ فیصلہ ہے۔ جس کا ذکر مسٹر کالی ناتھ رائے ایڈیٹر ٹریبیون لاہور نے اخبار پرکاش کے رشی نمبر میں بایں الفاظ کیا ہے۔ "جب سے میں پنجاب میں جو آریہ سماج کا کیندر (مرکز) ہے آیا ہوں۔ تب سے ہی مجھ سے یہ سوال کیا جا رہا ہے۔ کہ بنگال کی سرزمین میں کیوں آریہ سماج کی تحریک نے جڑ نہیں پکڑی۔ مجھے اس بات کا جواب صاف نظر آ رہا ہے۔ اگر آریہ سماج نے بنگال میں زیادہ ترقی نہیں کی تو اسکی بڑی وجہ وہی ہے۔ جسکی وجہ سے برہم سماج کا جنم استھان بنگال بنا ہے۔ بنگال وکاس واد (مسئلہ ارتقاء) کا ماننے والا ہے۔ اس کے دماغ میں "ویدوں کی طرف واپس چلو" کا خیال نہیں سما سکتا۔ بالیوں کہو کہ وہ کسی بھی حالت میں ویدوں کی طرف واپس نہیں جا سکتا۔ بنگال دلیل اور منطق کو ماننے والا ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ کوئی پستک۔ پر بھرانت (منزہ عن الخطا) ہو سکتی ہے"

(پرکاش لاہور ۲۳ نومبر ۱۹۲۶ء)

اگر جناب پروفیسر صاحب کا وہ معیار درست اور معقول ہے۔ جس سے وہ اسلام پاک کو جانچنا چاہتے ہیں۔ تو قبل اس کے کہ اسلام پاک کے متعلق کوئی رائے قائم کریں۔ وید اور ویدک دھرم کے متعلق اپنے وہ تمام دعاوی واپس لے لیں۔ جو کہ اس کے الہامی اور زندہ ہونے کے متعلق عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ (۲)

(۲) کیونکہ ہم نے زبردست اور معتبر ویدک دھرمی لیڈروں اور ان کے ہم خیالوں کی بہت سی آرا و اقوال سے ثابت کر دیا کہ ان کے نزدیک نہ تو اب وید الہامی مانے جا سکتے ہیں۔ اور نہ ان سے دنیا کی بھلائی ہو سکتی ہے۔ (فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

بے اولادوں کو اولاد

آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ جبکہ والدہ صاحبہ کے علاج اور ان کی بینظیر ادویہ سے بیشمار لاولد عورتیں با اولاد ہو کر اپنے چراغ گھر سے آباد کر چکی ہیں۔ جبکہ بالکل مایوس عورتیں آج تخمی اور پیاری اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ تو آپکو بھی چاہیئے کہ ان بینظیر ادویہ کا استعمال کر کے اولاد حاصل کریں۔ والدہ صاحبہ قریباً ۲۵ سال سے نہایت کامیابی کے ساتھ علاج کر رہی ہیں۔ اگر آپ چاہیں۔ تو یہاں تشریف لا کر بھی علاج کرا سکتی ہیں۔ قیمت ادویہ جو فائدہ کے خاظت بالکل معمولی ہے یعنی صرف چار روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک

نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت مفصل حالات تحریر فرما دیں۔ ہر قسم کی خط و کتابت پوشیدہ رکھی جاتی ہے

سید خواجہ علی قادیان پنجاب۔

اہلیہ صاحبہ میاں عبداللہ صاحب سابق ساکن [illegible] باوجود [illegible] تبلیغ [illegible] ان کو [illegible] ۱۳ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی [illegible] والدہ صاحبہ کے علاج سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں جو کہ زندہ موجود ہیں

اہلیہ صاحبہ میاں فضل دین صاحب ساکن کھاریاں ضلع گوجرانوالہ [illegible] عرصہ [illegible] سال [illegible] اولاد [illegible] محروم رہیں [illegible] آخر والدہ صاحبہ کے علاج اور ان کی ادویہ سے صاحب اولاد ہوئیں

سانپ اور بچھو کے کاٹے سے مت ڈرو

اللہ شافی

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں۔ چونکہ موسم گرما میں بچھو و گرما میں سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان ہوا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انکی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے۔ مشتہر کئے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بیوقت رات بیرات کام آئے۔ قیمت ۱۲ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل بذمہ خریدار۔

نوٹ:۔ فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرمادیجئے۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائے گی۔

المشتہر

مہتمم شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب

معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپاں شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو۔ (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گودبھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہر۔ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف۔ چھ تولہ تک خاص رعایت

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی وغیرہ ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے میدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے کیلئے بینظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (علاوہ محصولڈاک)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنیوالی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ اور جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد۔ نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہر)

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں ٹیس چلتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکنے لگتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ ار

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان۔ معین الصحت قادیان

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر گیمبل پور۔ میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (دیسی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر۔ نوٹ: قیمت پانچ روپیہ (صہ) فی تولہ تریاق چشم رجسٹرڈ محصولڈاک سوا ۱۰/ بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گوٹھی شاہدولہ صاحب گجرات پنجاب

الفضل اشتہار دینے کا بہترین ذریعہ ہے۔ مشتہرین نرخنامہ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

وصیت نمبر ۲۵۶۱

میں خیر النساء زوجہ محمد ثناء اللہ قوم بھٹی ساکن بڈھانوں ریاست جموں کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ہو اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر جاؤں تو وہ حصہ موعودہ سے منہا کی جاویگی (۳) میری موجودہ جائداد زیور مالیتی عـــ اراضی زرعی واقعہ موضع بڈھانوال ۲ کنال قیمتی عـــ بھینس معہ کٹی قیمتی للعہ روپیہ ہے۔ فقط ۱۹ جنوری ۱۹۲۷ء۔ یہ وصیت نوشتہ بمقام قادیان۔ کاتب الحروف عبدالرحیم کارکن امور عامہ۔ العبد خیر النساء۔ گواہ شد۔ بقلم خود محمد ثناء اللہ خاوند موصیہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد بقلم خود شیر محمد چوہدری حال وارد قادیان

وصیت نمبر ۲۵۳۶

میں قدرت اللہ ولد کریم بخش شیخ سکنہ پیر اور ڈاکخانہ شمبھو۔ تحصیل راجپورہ ریاست پٹیالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی زرعی صہ بیگہ۔ الـــ ... توگی پختہ و دو مکان خام دو الــ ... اراضی مرہونہ المالعہ۔ سامان خانہ داری وظروف وغیرہ دو صد روپیہ۔ نقدی وغیرہ الـــ آمدنی میزان کل جائداد للکاعہ۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد ملازمت پر ہے۔ جو کہ بقدر ماہ ... روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بمد وصیت داخل صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور نیز بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہووے۔ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں کوئی روپیہ اسی جائداد کی قیمت کے متعلق داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کردوں۔ تو اسی قدر اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ فقط۔

العبد:۔ بندہ قدرت اللہ رجسٹرار چیف جوڈیشل کورٹ نابھہ۔ گواہ شد۔ محمد حیات خاں سب انسپکٹر حافظ آباد۔ حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ حافظ خلیل احمد پٹیالوی حال قادیان مہاجر۔

(وصیت نمبر ۲۵۶)

میں سید محمود اللہ شاہ ولد ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ سید سکنہ قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد نوے روپے (لعہ) ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔

العبد:۔ سید محمود اللہ شاہ موصی ہائی سکول قادیان ۲/۲۷ ۱
گواہ شد:۔ فخر الدین احمدی ملتانی ۔ ۲/۲۷ ۱
گواہ شد:۔ زین العابدین ۔ ۲/۲۷ ۱

ہندوستان کی خبریں

——— بہت جلد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی جانچ پڑتال کے لئے کمشن مقرر کر دیا جائے گا۔ ارکان کمشن کا انتخاب بالکل گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہوگا۔ سنا گیا ہے۔ کہ سر علی امام اور مسٹر راس مسعود اس کے دو رکن ہونگے۔ اور تیسرا کوئی انگریز ہوگا۔ افسوس اختلاف کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔

——— اندور۔ ۱۷ مارچ۔ گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں اس وقت تقریباً دو سو مسلمان جیل خانہ میں قید ہیں۔ ان بے گناہ مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی اور اُن کے بال بچوں کی کفالت کے لئے ایک سب کمیٹی قائم ہو گئی ہے۔ جس کے صدر ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو اور سیکرٹری جمال الدین محمود مقرر ہوئے ہیں۔

——— لاہور ۱۷ مارچ۔ پنجاب کونسل کے اجلاس میں سردار کھڑک سنگھ اور دیگر اکالی قیدیوں کی رہائی کی قرارداد پیش کی گئی۔ بہت سے ارکان نے جن میں مسلمان بھی شامل تھے قرارداد کے حق میں تقریریں کیں۔ اور سرکاری ارکان نے مخالفت کی۔ آخرکار قرارداد منظور ہو گئی۔

——— ہمعصر اخبار "سیاست" مظہر ہے۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر نے ۱۶ تاریخ کو عبدالرشید کی اپیل دائر کر دی۔ ابتدا میں کوشش کی جا رہی تھی۔ کہ مسٹر بوسن ڈھمین کے سپرد مقدمہ کیا جائے۔ لیکن چونکہ وہ ۸ ریخ کو ولایت جا رہے ہیں۔ اس لئے شاید مقدمہ نہ لے سکیں۔ ایسی صورت میں چوہدری صاحب ہی پیروی بھی کرینگے۔

——— برندا بن۔ ۲۱ مارچ۔ متھرا کے قریب برندا بن میں رانڈی اور دادا نخ سادھوؤں میں ۱۶ مارچ کو سخت فساد ہو گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رامانندی سادھوؤں نے یکایک رامانج رنگ جی کے مندر پر حملہ کر دیا تھا۔ اس فساد میں تقریباً چالیس آدمی جن میں پولیس کے ملازمین بھی شامل ہیں۔ سخت زخمی ہوئے۔ اب تک ۳۸ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔

——— نئی دہلی۔ ۲۰ مارچ۔ آج مسلمانوں کا ایک جلسہ مسٹر جناح کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ تا بعض شرائط پر مشترکہ انتخاب کے طریق کو منظور کر لیا جائے۔ جس میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) سندھ احاطہ بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے (۲) شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان میں اسی پایہ کی اصلاحات جاری کی جائیں۔ جو ہندوستان کے دیگر حصص میں مروج ہیں۔ پنجاب اور بنگال میں تناسب نیابت آبادی کے لحاظ سے ہوگا۔ مرکزی مجالس میں مسلمان نمائندوں کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہوگی۔ اور یہ نمائندے بھی مشترکہ حلقہ ہائے انتخاب سے لئے جائیں گے۔ یہ امور متعلقہ مسلمان انجمنوں کی تصدیق سے ملازمتوں کے تحفظ اور مذہبی معاملات سے تعلق رکھنے والے یا کسی فرقہ اور قوم کے رسوم و رواج یا فرقہ وار تعلقات پر اثر ڈالنے والے امور مسودات اور قراردادوں پر غور کرنے کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا۔

——— نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ آج شام کو کانگریس کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر سری نواس آئنگر صدر کے علاوہ پنڈت موتی لال نہرو۔ مسز نیڈو ڈاکٹر انصاری۔ مسٹر رنگا سوامی اور مسٹر ٹی پرکاشم بھی شریک تھے۔ جلسہ میں مسلمان لیڈروں کے اس فیصلہ پر اظہار مسرت اور اطمینان کی ایک تجویز منظور کی گئی۔ جس کی رُو سے مسلمانوں نے سارے ہندوستان میں مشترکہ انتخاب کی تجویز کو اقلیت کے ساتھ معقول مراعات کے عوض میں تسلیم کر لیا ہے۔ مجلس نے ایک سب کمیٹی جو مسٹر سری نواس آئنگر مسز نیڈو، پنڈت موتی لال نہرو اور مولانا محمد علی پر مشتمل ہوگی مقرر کی ہے۔ جو مسلمانوں کی کانفرنس اور ہندو لیڈروں سے ملکر تفصیلات طے کریگی۔

——— گورنمنٹ ہند کے سیاسی محکمہ سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان موٹر کے ذریعہ سفر کرنے کے خیال کو حاجی صاحبان اپنے دل سے نکال دیں۔ یہ صحیح ہے کہ دو ایک بار موٹر آئے گئے۔ مگر راستہ چونکہ اچھا نہیں ہے۔ اس لئے مقامی حکام نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ مدینہ منورہ کو کوئی شخص بذریعہ موٹر نہ جائے۔

——— لاہور ۱۹ مارچ کی صبح سر مالکم ہیلی گورنر پنجاب نے لارنس ہال لاہور میں سر ایڈورڈ میکلاگن سابق گورنر پنجاب کی تصویر کی رسم کشائی ادا کی۔

——— نئی دہلی ۲۲ مارچ۔ لیجسلیٹو اسمبلی نے آج کرنسی بل پاس کر دیا ہے۔

——— پنجاب کونسل نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا ہے کہ مارشل لا کے قیدی دیگر جیلوں سے پنجاب کی جیلوں میں منتقل کر دیئے جائیں۔

——— اسمبلی نے ۲۲ مارچ کو شرح محصول نمک ۱۰ آنہ پاس کر دی۔

——— ہریانہ کے مشہور پنڈت نیکی رام شرما نے جو آریہ ہو کر سناتن دھرمی کہلاتے ہیں۔ بدواہ بیاہ کرایا تھا۔ اس پر سناتن دھرمیوں کو غصہ آیا۔ ان کے مکان پر چڑھ دوڑے۔ اور ان کی اور ان کے بیٹے کی خوب گت بنائی۔ انہیں لہولہان کیا اور زخمی کیا۔ شفاخانہ بھیجا گیا۔

——— باریسال ۲۲ مارچ۔ بھولا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسجد کے سامنے باجا بجانے کے خلاف گورنمنٹ کی طرف سے جو حکم جاری ہوا تھا۔ ہندوؤں نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ بعد دوپہر کے بعد ڈول یاترا کا جلوس نکالا گیا۔ ۳۹ ہندو لیڈران گرفتار کر لئے گئے۔

——— کشمیر آج کل یہاں انفلوئنزا کی شکایت ہے۔ کوئی گھر ایسا نہیں۔ جہاں ایک یا دو یا تین تین اشخاص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوں۔ ڈاکٹروں۔ حکیموں اور پنساریوں کی آج کل خوب بنی ہوئی ہے۔ عوام سخت گھبرائے ہوئے ہیں۔ شہر میں انتظامات صفائی تسلی بخش نہیں۔

——— نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ گذشتہ ہفتہ لیجسلیٹو اسمبلی کے دوران اجلاس میں ایک اینٹ اس جگہ گری جہاں کمانڈر انچیف بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سیمنٹ کی اینٹ کا ایک ٹکڑا تھا۔ جو تقریباً چھ انچ لانبا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ارکان اسمبلی نے عمارت کی حالت کے متعلق کئی سوالات کئے۔ گورنمنٹ نے ان کے جواب میں کہا۔ کہ جب تک تحقیقات نہ ہو جائے۔ عمارت کے ٹھیکہ دار یا انجنیئر انچارج کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کیجائیگی۔ اس خیال سے کہ کہیں پھر کوئی اینٹ نہ گرے۔ ہال کے اندر ایک شامیانہ لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔

——— نئی دہلی۔ ۲۲ مارچ۔ مہاراجہ محمود آباد کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک وفد وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد حصص ہند کے ۲۲ ممتاز اور سربرآوردہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ اپنے ایڈریس میں وفد نے واقعات حجاز کا ذکر کیا۔ مسلمان ہند حجاز کی حکومت میں اگرچہ کسی غیر مسلم مداخلت کے روادار نہیں ہیں تاہم انہوں نے یہ مناسب خیال کیا۔ کہ بذریعہ برطانوی حکومت مسلمانوں کے خیالات و رجحانات سے ابن سعود کو آگاہ کر دیا جائے۔ تاکہ حسب ذیل تجاویز پر اس کی رضامندی حاصل کی جا سکے۔ (۱) حجاز میں مختلف فرقہائے اسلام کے مذہبی امور میں کوئی مداخلت نہ کی جائے۔ (۲) مقامات مقدسہ کو مزید نقصان اور بربادی سے بچایا جائے۔ اور منہدم شدہ مقامات کی دوبارہ تعمیر کرا دی جائے۔

——— لاہور ۲۲ مارچ۔ اخبار "زمیندار" کے عملہ ادارت۔ کاتبوں اور کئی کلرکوں نے کام چھوڑ دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو شکایت یہ تھی۔ کہ انہیں ہر مہینہ کی تنخواہ وقت پر نہیں ملتی تھی۔ غلام رسول صاحب مہر اور عبدالمجید صاحب سالک نے اعلان کیا ہے۔ ۲۱ مارچ کو بروز دوشنبہ "زمیندار" کا سارا عملہ جس میں اڈیٹر اسسٹنٹ ایڈیٹر کاتب کلرک سبھی شامل ہیں "زمیندار" کے دفتر سے علیحدہ ہو گیا۔ علیحدگی کے وجوہ بیان کرنا ہمارے لئے نہایت تلخ و ناگوار ہے۔ لیکن اگر حالات نے مجبور کر دیا۔ اور ذرا فشاء کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ تو ہم ان وجوہ کی تفصیل بلا کم و کاست شائع کر دینگے۔

——— ناگپور ۲۲ مارچ۔ سی۔ پی کونسل میں غیر سرکاری ریزولیوشن اس امر کا کہ عورتوں کے لئے حق رائے دہندگی اور کونسل کی ممبری کا دروازہ کھولا جائے پاس ہو گیا۔

——— ایوان مجلس دہلی۔ ۲۳ مارچ۔ ایک ترمیم کے ذریعہ سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ پوسٹ کارڈوں کی قیمت بجائے دو پیسہ کے ایک پیسہ کر دی جائے۔

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)